نسخِ قرآن کی قسم ’’نسخ التلاوۃ دون الحکم‘‘ پر اعتراضات کا جائزہ

حافظ محمد عبد القیوم*

فقہائے اصولیین نزول قرآن کے وقت امکان وقوعِ نسخ کی تین اقسام بیان کرتے ہیں:

۱۔ نسخ التلاوت والحکم ۲۔ نسخ الحکم دون التلاوت ۳۔ نسخ التلاوت دون الحکم

ذیل میں نسخ کی قسم نسخ التلاوت دون الحکم پر تحقیقی بحث کی جاتی ہے۔

معترضین کا نسخ التلاوت دون الحکم کے وقوع پر یہ عتراض ہے کہ نص اور اس کا حکم یعنی لفظ اور معنی دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ دونوں میں سے ایک باقی نہ رہے، اس کے جواب میں علامہ بزدوی عقلی اور نقلی طور پر ٹھوس دلائل دیتے ہیں کہ ایسا ممکن ہے کیونکہ نظم کے لحاظ سے حکم کی دو اقسام ہیں:

۱۔ حکم کے معنی (الفاظ کے معنی) ۲۔ حکم کا اعجاز (الفاظ کا اعجاز)

دونوں مقصود ہیں اور دونوں درست ہیں اور یہ بات عقلی طور پر ممکن ہے کہ حکم کے معنی نہ رہیں مگر اس کا اعجاز باقی رہے جس کو عرفِ عام میں ’’نسخ الحکم دون التلاوۃ‘‘ کہتے ہیں جیسے زانیہ کی ابتدأ سزا جو مقرر کی گئی تھی وہ اسکو سورۃ النساء کی روشنی میں گھر میں بند کرنا تھا مگر بعد میں سورۃ نور میں نیا حکم آنے کے بعد زانیہ کو گھر میں بند کرنے کا حکم منسوخ ہو گیا مگر وہ آیت قرآن مجید میں موجود ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ حکم (آیت کے معنی) باقی رہے مگر اس کا اعجاز ختم ہو جائے۔ جس کو فقہائے اصولیین کی زبان میں ’’منسوخ التلاوۃ دون الحکم‘‘ کہتے ہیں۔ جس طرح رجم کی سزا کے متعلق حکم ابتداً عہد نبوی میں قرآن مجید کی آیت کے طور پر قرآن کا حصہ تھا مگر بعد میں اس کا نظم یعنی نظمِ قرآنی ختم ہو گیا۔ اور عہدِ نبوی ہی میں اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی مگر اس کا حکم باقی رہا۔

علامہ بزدوی سورۃ مائدہ/ ۸۹ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ﴿فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ پر زائد لفظ ’’متتابعات‘‘ کی مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب یہ لفظ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے صحیح طور پر ثابت ہو جائے اور یہ بات معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید کا حصہ تھا اور اس روایت میں کوئی عیب نہ ہو تو اس لفظ کو اس بات پر محمول کرنا لازم ہو جائے گا کہ اس کا نظمِ قرآنی منسوخ ہو گیا ہے، مگر اس کا حکم باقی ہے:

"متتابعات" لكنه لما صح عنه الحاقه عنده بالمصحف ولا تهمة فى روايته وجب الحمل على أنه نسخ نظمه وبقى حكمه" (۱)

علامہ بزدوی نے یہاں ’’نظم‘‘ کے ’’نسخ‘‘ کی بات کی ہے جو کہ ایک منفرد بات ہے۔ عام طور پر کتبِ اصول میں

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور۔

تلاوت یالفظ کے نسخ کی بات ہوتی ہے، جیسا کہ علامہ بنانی نے ''لفظ'' کے نسخ کی بات کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"فان نسخ اللفظ ليس معناه انعدامه بل هو موجود باقٍ" (٢)

اسی طرح محمد بن یوسف جزری (م۔۷۱۱ھ) بھی ''نسخ اللفظ دون المعنى'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

مگر علامہ بزدوی نے ''نسخِ نظم'' لکھ کر اس میں بڑی جامعیت پیدا کردی ہے کیونکہ نظم اور معنیٰ دونوں کے مجموعہ کا نام قرآن ہے۔ ''نظم'' لغت میں لڑی میں موتی پرونے کے معنی میں آتا ہے اور پھر نظمِ قرآنی اللہ کے امر و نہی اور اس کے حکم اور خبر پر دلالت کرنے والا ہے۔ اس طرح یہ سب امور قدیم ہیں یعنی نظمِ قرآنی اللہ کے جس امر، نہی وغیرہ کی نشاندہی کرتا ہے وہ امر، نہی وغیرہ قدیم ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے۔ چنانچہ جب ''نظم'' کے ''نسخ'' کی بات علامہ بزدوی نے کی تو اس سے یہ بات بھی لازم آتی ہے کہ وہ آیت قرآن کی قرآنیت سے خارج ہوگیا۔

علامہ بزدوی نے اس بحث کے آخر پر جو سب سے اہم بات کی ہے وہ یہ ہے کہ علامہ فرماتے ہیں کہ ''منسوخ النظم وبقی حکمہ'' کا تعلق وحی کی اجناس (فی اجناس الوحی) میں سے ہے یعنی انہوں نے جنس کا لفظ استعمال کر کے ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' کو وحی کی ایک مستقل قسم قرار دے دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وحی کی کونسی قسم ہے؟ علامہ بزدوی کے شارح حسام الدین حسین بن علی سغناقی (م۔۷۱۴ھ) لکھتے ہیں کہ علامہ بزدوی کی بیان کردہ اقسامِ وحی میں سے یہاں ''وحی ظاہر'' کی تیسری قسم مراد ہے:

"(فی اجناس الوحی) وهو القسم الثالث من الوحی فانه وحی يتبدّی لقلب النبی ﷺ بلاشبهة كما قال الله تعالى ﴿لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ﴾ (النسا: ١٠٥) وهو وحی بلانظم و كذلك الوحی الذی هو غير متلو وحی بلانظم الكتاب، و كذلك الالهام وحی فی حق النبیؐ يثبت به الحكم ولانظم له" (٣)

اس بات کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ علامہ بزدوی باب ''تقسیم السنة فی حق النبی ﷺ'' میں وحی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وحی کی دو انواع ہیں جن میں سے ایک ''ظاہر'' اور دوسری ''باطن'' ہے۔ اسی طرح ''وحی ظاہر'' کی تین اقسام ہیں۔ ان اقسام میں سے تیسری قسم حسبِ ذیل ہے۔ جس کا تعلق ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' سے ہے:

"ماتبدّی لقلبه بلاشبهة و لامزاحم ولا معارض بالهام من الله تعالى بأن أراه بنور عنده كما قال جلّ وعلا: ﴿لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ﴾ (النساء: ١٠٥)"

وحی ظاہر کی تیسری قسم یہ ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو اور اس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو اور اس بات میں کوئی بھی مزاحم اور معارض نہ ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے مزید یہ کہ نبی کو اپنے نور کے ذریعے کچھ دکھائے جیسے اللہ فرماتا ہے کہ (تاکہ آپؐ اس چیز کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائی ہے)۔ (۴)

یعنی وہ کلام جس کو نبی اپنے کلام میں بیان کرے یا قلب پر ظاہر ہو جائے بلاشبہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہام ہے۔

(اوراس میں کوئی شبہ نہ ہو) بایں طور کہ اللہ تعالیٰ ایک خاص نور کے ذریعے آپ ﷺ کو دکھلائے، اسی کوالہام سے موسوم کیا گیا ہے، اورالہام والی صورت میں اولیائے کرام بھی شریک ہیں، البتہ فرق یہ ہے کہ انبیائے کرام کے الہام میں خطاء کا احتمال نہیں اوراولیاء کے الہام میں خطاء اور صحت دونوں کا احتمال ہے اور نہ اس سے احکام شرع ثابت ہو سکتے ہیں۔(۵)

اس طرح علامہ بزدوی کے نزدیک ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' جو حجت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وحی کی اقسام میں سے ہے۔

عصر حاضر میں نسخ التلاوت دون الحکم پر اعتراضات کا جائزہ:

نسخ التلاوۃ دون الحکم سے مراد یہ ہے کہ قرآن حکیم کی آیات کی تلاوت بحثیت قرآن منسوخ کر دی گئیں اور ان کا حکم باقی رکھا گیا۔ تلاوت کے منسوخ ہونے اور اس کے حکم کے باقی رہنے کا ثبوت سنت صحیحہ ہے۔ قرآن کی آیات کی منسوخی کا علم اور ان کے حکم کے بقا کا ذریعہ احادیث صحیحہ ہیں۔ نسخ التلاوۃ دون الحکم کی بحث کرتے ہوئے یہ نکات میں ذہن میں رہنا ضروری ہیں۔

۱۔ جن آیات کو احادیث وسنت سے منسوخ ثابت کیا جاتا ہے ان کے الفاظ کو منزل من اللہ ثابت نہیں کیا جاتا اور نہ یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ کسی حدیث میں منقول الفاظ آیت اللہ کے الفاظ ہیں بلکہ حدیث وسنت سے اجمالاً پتا چلتا ہے کہ ان معنی کی آیت نازل ہوئی تھی۔

۲۔ حکم کے باقی رہنے کا اثبات محض اس منسوخ آیت کے الفاظ سے نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا ثبوت سنتِ صحیحہ اور عملِ صحابہ سے ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں اس مسئلہ کی صحیح تفہیم نہ ہونے کے باعث تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان علماء کے اعتراضات دو قسم کے ہیں۔ ان اعتراضات کا ایک حصہ تو یہ ہے کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا وقوع ممکن نہیں ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ حضرت عمرؓ سے مروی آیت رجم کے متعلق ہے اور پھر آیتِ رجم پر اعتراضات کر کے نسخ التلاوۃ دون الحکم کا انکار کر دیتے ہیں۔ یعنی جزء کی بنیاد پر اصل کا انکار۔

آیت رجم کی بنیاد پر نسخ التلاوۃ دون الحکم کا انکار:

حضرت عمرؓ سے مروی روایتِ رجم (الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة) پر اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آیتِ رجم کے مختلف روایات میں مختلف الفاظ ہیں تو اس کا جواب کچھ اس طرح ہے کہ جب یہ منسوخ آیت درجہِ تواتر سے ساقط ہو کر قرآن کے دائرہ سے نکل گئی تو پھر یہ خبرِ واحد کے طور پر معناً روایت ہوتی رہی۔ اس طرح اس آیت کے الفاظ کا وحی کے الفاظ ہونے میں اختلاف ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی فقیہ اور فقہائے اصولیین میں سے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ صریحاً وحی قرآنی کے الفاظ ہیں، بلکہ علامہ ابوبکر جصاص نے تو اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ آیت معناً روایت کی گئی ہے۔ باقاعدہ وحی جلی/ ظاہری

کے الفاظ نہیں ہیں:

"فانه يحتمل أن يكون أصل الخبر ماذكر فيه أن مما أنزل الله الرجم ثم كان تغيير الألفاظ فيه من جهة الرواة فعبر كل منهم بما كان عنده أنه هو المراد لأن من الرواة من يرى نقل المعنى عنده دون اللفظ"(٦)

علامہ ابن نُجیم نے بھی اس موضوع پر اہم گفتگو کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ "نسخ التلاوۃ دون الحکم" میں "حکم" کی دو اقسام ہیں۔ایک کا تعلق حکم کے معنی سے اور دوسری کا حکم کے نظم سے ہے جیسے اعجازِ قرآن۔نماز کی ادائیگی کا جواز، حائضہ اور جُنبی کے لیے نماز کی حرمت وغیرہ کا تعلق معنی سے ہے۔پھر اس کے بعد فرماتے ہیں کہ دوسری قسم کے لیے یعنی حکم کے نظم کے لیے حضرت عمرؓ سے مروی روایت "الشیخ والشیخة ......" کی مثال نہیں دی جا سکتی کیونکہ اس سے تو صرف رجم کے حکم کا اثبات ہوتا ہے۔جہاں تک اس روایت کے الفاظ کا تعلق ہے تو اس کے الفاظ منزل من اللہ نہیں ہیں۔اس لیے کہ ایسے الفاظ قرآن کے نظم اور اس کی خوبصورتی سے بعید تر ہیں۔ابن نجیم خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ (اگرچہ یہ الفاظ ابن ہمام سے مستعار لیے گئے ہیں)

"أنه استبعد من طلاوة القرآن"

"یہ قرآن کے حسن ورونق سے بعید تر ہے۔"

ان کی پوری عبارت کچھ اسطرح ہے:

" نسخ قراءة ابن مسعود مع بقاء حكمه ولأن حكمه على قسمين أحدهمايتعلق بمعناه والآخر يتعلق بنظمه كالأعجاز وجواز الصلاة وحرمته للحنب والحائض فيجوز أن ينسخ أحدهما دون الآخر ولم يمثل للثانى بما عن عمررضى الله عنه: كان فيما أنزل -الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجمو هما البتة نكالاً من الله- وبقى حكمه وهو الرجم، من أنه استبعد من طُلاوة القرآن"(٧)

کہا جاتا ہے کہ کوئی مرفوع روایت ایسی موجود نہیں ہے جو یہ بتاتی ہو کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی تلاوت منسوخ کرنے اور مصحف سے اس کو خارج کر دینے یا اس میں درج نہ کرنے کا حکم دیا ہو۔اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل روایت ہے جس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے آیت رجم مصحف میں لکھنے کی اجازت چاہی تو نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا۔تو یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ اس کے مصحف میں نہ لکھنے سے اس کی تلاوت اور قراءت بھی منسوخ ہو گئی۔البتہ معناً "رجم" کے حکم کا اثبات ہو گیا۔روایت کچھ اس طرح ہے:

"عن زيد بن ثابت قال: قد كنا نقرأ: الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجمو هما البتة، فقال له مروان، يازيد أفلا نكتبها؟ قال: لا، ذكرنا ذلك وفينا عمر فقال: أسعفكم، قلنا و كيف ذلك؟ قال آتى النبى ﷺ فاذكر ذلك، فذكر آية الرجم، فقال يارسول الله اكتبنى آية الرجم، فأبى، وقال: لاأستطيع الآن"(٨)

اسی طرح یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ ابن ہمام نے حضرت عمرؓ سے مروی روایت "الشیخ والشیخة ......" کا انکار کیا ہے یہ بات

درست نہیں۔ابن ہمام اس روایت کے ردوقبول پر بحث نہیں کررہے بلکہ ان کی گفتگو کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ سورۃ نور کی آیت ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا﴾ شادی شدہ محصن کے حق میں سنت سے منسوخ ہے یا حضرت عمرؓ سے مروی روایت ''الشیخ والشیخۃ ......'' سے منسوخ ہے؟۔ابن ہمام فرماتے ہیں کہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ آیت سورۃ نور حضرت عمرؓ سے مروی روایت کی بجائے سنت قطعی سے منسوخ قرار دیا جائے۔کیونکہ ابن ہمام کے نزدیک حضرت عمرؓ سے مروی روایت ''الشیخ والشیخۃ ......'' حجتِ ظنی ہے۔جیسا کہ اپنی اصول فقہ کی کتاب ''التحریر فی اصول فقہ'' میں فرماتے ہیں کہ:

"القراء ة الشاذة حجة ظنية" (۹)

جبکہ حجتِ ظنی کے مقابلے میں جب سنتِ قطعی موجود ہو تو بہتر یہی ہے کہ سنتِ قطعی کو ناسخ قرار دیا جائے۔اس طرح ابن ہمام روایت کے ردوقبول پر نہیں بلکہ مختلف دلائل میں سے ایک دلیل کی برتری کی بات کررہے ہیں۔اس بات کا اثبات اس سے بھی ہوتا ہے، کہ ابن ہمام ''التحریر فی اصول الفقہ'' میں لکھتے ہیں:

"ووقع رُوِيَ عن عمر كان فيما أنزل:الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البته نكالاً من الله۔ وحكمه ثابت ولقد استبعد من طلاوة القرآن" (۱۰)

ابن ہمام کے درج بالا الفاظ سے یہ واضح ہورہا ہے کہ ان کے نزدیک زیرِ بحث روایت قابل رد نہیں ہے۔

اسی طرح ابن ہمام فروع الفقہ میں اپنی کتاب ''فتح القدیر'' میں ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' روایات سے استدلال کرتے ہیں۔مثلاً قسم کے کفارہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' آیات کے الفاظ ''متتابعات'' سے استدلال کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کرتے ہیں کہ تین روزے تسلسل کے ساتھ بغیر کسی انقطاع کے رکھے جائیں۔(۱۱)

ڈاکٹر مصطفیٰ زید کے آیتِ رجم پر اعتراضات کی نوعیت اسی قسم کی ہے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

"قد ورد فى الرواية عن عمر قوله بشأن آية حد الرجم فيما زعموا: ولولا أن يقال زاد عمر فى المصحف لكتبتها، وهو كلام يوهم أنه لم ينسخ لفظها أيضاً، مع أنهم يقولون انهامنسوخة اللفظ باقية الحكم! كذلك ورد نص الآية فى الروايات التى أوردته، بعبارات مختلفة، فواحدة منها تذكر قيد الزنا بعد ذكر الشيخ والشيخة، وواحدة لاتذكره، وثالثة تذكر عبارة (نكالاً من الله)، ورابعة لاتذكرها، وماهكذا تكون نصوص الآيات القرآنية ولونسخ لفظها" (۱۲)

اسی طرح یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا تعلق قرآن سے ہے۔حالانکہ یہ بات تو تمام اصولیین کے نزدیک متفقہ ہے کہ ان کا قرآن مجید سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ موجودہ قرآن کا حصہ ہیں۔بلکہ یہ آیات عہدِ نبویؐ میں قرآن کا حصہ تھیں مگر عہدِ نبویؐ ہی میں ان کی تلاوت منسوخ ہوگئی تھی۔

کیا نسخ التلاوۃ دون الحکم قرآن کا جزء ہے؟

اسی طرح ڈاکٹر مصطفیٰ زید بھی یہی اعتراض کرتے ہیں کہ ابن ظفر نے اپنی کتاب ''الینبوع'' میں ''نسخ التلاوۃ دون

الحکم'' کا یہ کہتے ہوئے انکار کیا ہے، کہ خبر واحد سے چونکہ قرآن ثابت نہیں ہو سکتا لہذا اس کا وقوع ناممکن ہے:

"وهذا الدليل الذى ساقه أخيرا، هو الذى حمل ابن ظفر فى الينبوع على انكار نسخ التلاوة مع بقاء الحكم، قائلا: لأن خبر الواحد لايثبت القرآن......
وانما هذا من المنساء لاالنسخ" (۱۳)

مصطفیٰ زید بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کو قرآن کے جز کے طور پر نقل کیا جا تا رہا ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔فقہائے اصولیین میں سے کسی نے یہ موقف اختیار نہیں کیا کہ یہ قرآن کا جز ہیں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ زید ایک اور اعتراض یہ نقل کرتے ہیں کہ ابو جعفر النحاس (م ۳۳۸ ھ) نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن الکریم میں لکھتے ہیں کہ ابو عبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴ ھ) نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز میں ''نسخ'' کی تیسری قسم ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ ابو جعفر النحاس لکھتے ہیں:

"لَمْ يذكر أبو عبيد الاّ هذ ه الثلاثة وذكر غيره رابعاً فقال: تنزل الآية وتتلى فى القرآن ثم تنسخ فلا تتلى فى القرآن ولا تثبت فى الخط ويكون حكمها ثابتاً كما روى الزهرى، عن عبيد الله، عن ابن عباس، قال: خطبنا عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال: كنا نقرأ الشيخ والشيخة ان زنيا فارجموهما البتة ---" (۱۴)

جبکہ ابو عبید اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز میں لکھتے ہیں کہ کتاب وسنت میں نسخ کی تین اقسام ہیں۔

"وأما النسخ: فان له ثلاثة مواضع فى الكتاب والسنة ولكلها شواهد ودلائل، فأحدها : نسخ القرآن مما يعمل به، وهو علم الناسخ من المنسوخ ولاشاهد عليه ما فسره ابن عباس فى حديثه الذى ذكرناه : أنه ابدال الآية مكان الآية ، ثم أوضحه مجاهد فقال : يُثْبَتُ خطها ويُبْدِل حكمها ، فهذا هو المعروف عند العالِم أن الآية الناسخة المنسوخة جميعاً ثابتتان فى التلاوة وفى خط المصحف الاّ ان المنسوخة منهما غير معمول بها ، والناسخة هى التى أوجب الله عزّوجلّ على الناس اتباعها والأخذ بها۔ وأما النسخ الثانى : فان ترفع الآية المنسوخة بعد نزولها ، فتكون خارجة من قلوب الرجال ومن ثبوت الخط والشاهد عليه أحاديث عدة" (۱۵)

ابو عبیدؒ کی درج بالا عبارت میں نسخ کی دو اقسام کا ذکر ہے۔ ابو عبید کی کتاب ''الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز'' کا جو نسخہ مدوّن (ایڈٹ) ہوا ہے، اس میں تیسری قسم کا ذکر نہیں ہے، صرف (موضعه) کے الفاظ ملتے ہیں۔ اِس کتاب کے ایڈیٹر محمد بن صالح لفظ (موضعه) کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

"الكلام من قوله (موضعه) فما بعده يدل على السقط فيكون الساقط القسم الثالث من النسخ وهو النقل، من نسخت الكتاب نقلته" (۱۶)

ابو عبید کی زیر بحث کتاب میں اگر چہ ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' کا ذکر نہیں ملتا ہے، مگر ابو عبید کی دوسری کتاب فضائل

القرآن میں باقاعدہ ایک باب بعنوان ''باب ذکر ما رُفع من القرآن بعد نزوله ولم يُثبَتْ فی المصاحف.... '' قائم کیا ہے اوراس میں سترہ (۱۷) روایات نقل کی ہیں جن میں روایتِ رجم (الشيخ والشيخة اذا زنيا) بھی ہے، اور پھر ان روایات کے آخر پر لکھتے ہیں:

"فأما ما جاء من هذه الحروف التی لم يؤخذ علمها الا" بالاسناد۔ والروايات التی تعرفها الخاصة من العلماء دون عوام الناس ، فانما أراد أهل العلم منها أن يستشهدوا بها علی تأويل ما بين اللوحين، ويكون دلائل علی معرفة معانيه ، وعلم وجوهه ، وذلك كقراء ة حفصة وعائشة (حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطیٰ) صلاة العصر [البقرة: ۲۳۸]، وكقراء ة ابن مسعود (والسارقون السارقات فاقطعوا ايمانهم) [المائدة : ۳۸]----" (۱۷)

درج بالا الفاظ سے صاف واضح ہورہا ہے کہ ابوعبید ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' قسم کی روایات کے تو قائل ہیں۔

اسی طرح ابوجعفر النحاس بھی ''منسوخ التلاوۃ دون الحکم'' کے قائل تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' میں قسم رابع کے تحت اس پر بحث کی ہے۔

آخر پر ڈاکٹر مصطفیٰ زید لکھتے ہیں:

"ومن ثم يبقی منسوخ التلاوة باقی الحكم مجرد محض، لم يتحقق فی واقعة واحدة، ولهذا نرفضه، ونری أنه غير معقول ولا منقول۔"

ڈاکٹر مصطفیٰ زید کا کہنا ہے کہ ''کسی ایک واقعہ میں بھی 'نسخ التلاوۃ دون الحکم' کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوتا لہذا ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ 'نسخ التلاوۃ دون الحکم' عقلی اور نقلی دونوں طور پر درست نہیں ہے۔''

گزشتہ صفحات میں اصولیین کی مباحث کی روشنی میں عقلی اور نقلی طور پر اس کا امکان ثابت کیا ہے کہ ''نسخ التلاوۃ دون الحکم'' کا وقوع ممکن ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ نسخ کی قسم 'نسخ التلاوۃ دون الحکم' نسخِ قرآن کی ایک مستقل نوع ہے، جس کے وقوع کا عقلی ونقلی طور پر امکان موجود ہے۔ لیکن نسخ التلاوۃ روایات کو قرآن کریم کا جزیا حصہ قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی فقہائے اصولیین میں سے کسی نے ایسی روایات کو قرآن کریم کا جزء قرار دیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ بزدوی، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول، ص ۲۲۶، میر محمد کتب خانہ کراچی۔

۲۔ محمد بن یوسف جزری، معراج المنهاج شرح منهاج الوصول للقاضی ناصر الدين بيضاوی، ص ۲۷۷، دار ابن حزم، بیروت، ۲۰۰۳۔

۳۔ بنانی، عبدالرحمٰن بن جاداللہ، حاشية العلامة البنانی على شرح الجلال شمس الدين محمد بن احمد محلى، ج ۲۔ ص ۱۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۸۔

۴۔ بزدوی، کنز الوصول، ص ۲۳۰۔ ۲۲۹، علامہ فناری (م۔ ۸۳۴ھ) اور دیگر علماء کے نزدیک بھی وحی کی یہی اقسام ہیں، دیکھو: علامہ شمس الدین محمد بن حمزہ بن محمد الفناری الرومی، فصول البدائع فی اُصول الشرائع، ج ۲، ص ۲۳۱، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۶ء۔

۵۔ سغناقی، حسام الدین، الکافی شرح بزدوی، ۳/ ۱۵۴۴، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۲۰۰۱ء۔

۶۔ جصاص، ابوبکر، الفصول فی الاصول، ج ۲، ص ۲۶۰، باب: فی نسخ التلاوة مع بقاء الحكم، طبعہ ثانیہ ۱۹۹۴ء۔

۷۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، فتح الغفار بشرح المنار المعروف بمشكاة الأنوار فی اصول المنار، ج ۲، ص ۱۳۵۔ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۶ء۔

۸۔ ابن ہمام، التحریر، ص ۲۹۹، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۳۵۱ھ۔

۹۔ ابن ہمام، التحریر فی اصول الفقہ، ص ۳۸۹۔

۱۱۔ دیکھو، ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد، شرح فتح القدير على الهداية، ج ۵، ص ۷۶، كتاب الأيمان، فصل فی الكفارة، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۳ء۔

۱۲۔ زید، مصطفیٰ، النسخ فی القرآن الکریم، ج ۱۔ ص ۲۸۳۔ دار الفکر العربی قاہرہ، ۱۹۶۳ء۔

۱۳۔ زید، مصطفیٰ، النسخ فی القرآن الكريم، ج ۱ص، ۲۸۴۔

۱۴۔ ابوجعفر النحاس، الناسخ والمنسوخ فی القرآن الکریم، ص ۱۶، ۱۷

۱۵۔ ابوعبید، الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز، تحقیق: محمد بن صالح، ص ۱۴ تا ۱۶، مکتبہ الرشد، ریاض، ۱۹۹۷م۔

۱۶۔ ابوعبید، الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز، تحقیق: محمد بن صالح، حاشیہ: ص ۱۶، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۹۹۷ء۔

۱۷۔ ابوعبید، فضائل القرآن، ص ۱۹۰ تا ۱۹۵.